ڈاکٹر محمد ریاض

مولانائے روم

کے عنفوانِ جوانی کی

ایک تقریر

(مثنوی، دیوان اور فیہ مافیہ کے علاوہ جلال الدین محمد رومیؒ (۶۰۴-۶۷۲ھ) کی دو دیگر تصانیف بھی منصہ شہود پر آئی ہیں :- مکتوباتِ رومی اور مجالسِ سبعہ رومی - ان کتابوں کو ڈاکٹر محمد فریدون نافذ بک نے ۱۹۳۷ء میں استنبول سے شائع کروایا تھا- اور راقم کی اطلاع کے بموجب یہ کتابیں کم ازکم ایک بار تہران میں ری پرنٹ ہوئی ہیں- کتابوں کے مرتب رومی کے اخلاف میں سے ہیں- اور مجالسِ سبعہ کو انھوں نے ۷۸۸ھ کے مرقومہ ایک مخطوطے کی بنیاد پر دوسرے مخطوطوں سے مقابلہ کر کے شائع کروایا ہے -

رومی نے اپنے والد سلطان العلماء بہاء الدین محمد کے ساتھ بلخ سے ہجرت کی اور سالہا سال تک عرب و عجم کے مختلف مقامات پر مختصر اقامت کرنے کے بعد تقریباً ۶۲۶ھ میں قونیہ آگئے- ان کے والد نے ۶۲۸ھ میں بعمر ۸۵ سال یہیں وفات پائی- والد کے انتقال کے بعد رومی نے ایک دو سال تک مفتیٔ شریعت کا کام سنبھالا، مگر بعد میں وہ سیّد برہان الدین محقق ترمذی (م تقریباً ۶۳۸ھ)

کے حق میں دست بردار ہو کر علوم و فنون کے مزید حصول میں لگ گئے اور اس دوران انھوں نے حلب اور دمشق کا سفر بھی کیا۔ ۶۳۸ تا ۶۴۲ھ میں رُومی پھر مفتیٔ شرع اور مدرس رہے مگر اس کے بعد شمس تبریزی کی سہ سالہ صحبت (۶۴۲ تا ۶۴۵ھ) نے ان کی کایا پلٹ دی۔ مجالس سبعہ رومی کی وہ عالمانہ اور واعظانہ تقاریر و مواعظ ہیں جو ۶۴۲ھ سے قبل انھوں نے ارشاد فرمائی ہیں، اس لیے کہ اس کے بعد رومی نے (مناقب العارفین کی روایت کے بموجب) ایک دو بار منبر وعظ کو زینت بخشی اور لوگوں کو حسب خواہش چند باتیں کہیں مگر وہ کوئی بھرپور تقاریر نہ تھیں۔

جس تقریر یا موعظہ کو ہم مولانائے روم کی جوانی سے نسبت دے رہے ہیں یہ مجالس سبعہ کی مجلس دوم ہے۔ مگر چونکہ اس میں رومی کے والدین کے حیات ہونے کا ذکر ہے، اس لیے یہ ۶۲۸ھ کی یا اس سے پہلے کی ہوگی۔ جس معاصر بادشاہ یا حاکم کا مناجات میں ذکر ہے، وہ علاءالدین کیقباد سلجوقی (۶۱۷-۶۳۴ھ) ہوگا۔ اس بادشاہ کی دعوت پر ہی مولانا کے والد قونیہ آئے تھے۔

تقریر و موعظے کا موضوع سخن قارئین کرام خود دیکھ لیں گے۔ رُومی کا انداز ایسا ہی ہے۔ حمد، نعت، حکایات، تمثیلات، عربی اور فارسی اشعار اور آیات و احادیث کی توجیہ و تبیین ہر "مجلس منبر" میں اسی طرح دیکھی جا سکتی ہے! (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے عجائب فطرت اور قضا و قدر کے امور کی محیر العقول تکوین کر رکھی ہے۔ اس کی مشیت انسان پر کئی بخششیں لاتی ہے۔ دوسری طرف ہر جبار اور قہار شخص اس کی تقدیر کے سامنے سر خم کر لیتا ہے اس کی حسن تدبیر ہی کائنات کے بقا کا موجب ہے۔ ہم اس کے انعام و اکرام کے شکر گزار ہیں، اشهد ان لا الٰه الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشهد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ اللہ نے اپنے اس

رسولؐ کو تکمیلِ اخلاق، حسنِ عمل اور ہوا و ہوس کے مقابلے میں استقامت کے اعلیٰ ترین نمونے کے طور پر مبعوث فرمایا ہے۔ صلّی اللّٰہُ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و ازواجہ تسلیماً کثیراً۔

دُعا و مناجات

خدایا! تیرے یہ صادق الحمد اور حسنِ نیت والے بندے یہاں کچھ مرادات لے کر جمع ہوئے ہیں۔ ان کی مرادات، دین و دنیا کی کامیابیوں کے بارے میں ہیں، انھیں تیری رحمت اور نصرت کی طلب ہے، خدایا! ان سب کے ساتھ عدل فرما اور اپنی مدد سے انھیں محروم نہ کر۔ الٰہی! خوابِ غفلت میں پڑے ہوؤں کو بھی بیدار کر اور انھیں ثمرِ طاعت و عبادت کی لذت سے بہرہ مند کر۔ خدایا! حاکمِ وقت کو جو دور و نزدیک کے لوگوں کی پناہ گاہ ہے، مشکلات سے مامون کر اور اس کی سلطنت کو لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کا کامیاب ذریعہ بنا۔ الٰہی! ہمیشہ لوگ اس کی نصرت کے زیرِ سایہ ہوں اور اس کی سلطنت سالہا سال تک دوسروں کے لیے عدل و انصاف کا نمونہ بنی رہے۔ خداوندا! اس حاکم کے ارکانِ حکومت بھی نیکی و سعادت کی راہ پر اسی طرح گام زن رہیں اور خلقِ خدا کی مدد کرتے رہیں۔ (آمین)

خدایا! مولانا فلان الملّت والدّین کی مجالس و مواعظ کو اسی طرح دین و دنیا کے اُمور کی رونق کا سبب بنا۔ مولانائے موصوف اسلام اور مسلمانوں کی پناہ ہیں، سلاطین کے ناصح ہیں، بدعات کو وہ مٹاتے ہیں اور امورِ شریعت کی ترویج کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ میرے استاد ہیں اور ان کی توجہات سے یہ خاکسار بھی محروم نہیں ہوا۔ خدایا! مولانا کی توانائیوں میں اضافہ فرما۔ خدایا! جس والدہ اور والد نے میرے نہالِ وجود کی پرورش کی، انھیں اپنے الطاف اور افضال میں آسودہ حال رکھ تاکہ وہ اس خاکسار پر اپنی تعلیم و تربیت کا سایہ تا دیر ڈالتے رہیں اور اپنے مربیانہ احسانات میں اضافہ کرتے رہیں ؎

پدر و مادری کہ ناز آرند
انبیاءِ عقل و رُوح را دانند

یا اللہ العالمین، یا خیر الناصرین، اپنی رحمت اور فضل و کرم سے ان تمام بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں کو بہرہ دے جو آج اس مجلس نیک کی خاطر یہاں جمع ہوئے ہیں، اور

انھیں دارالسلام میں بھی ملاقات نصیب فرما۔

ہر کہ مارا کند بنیکی یاد — یادش اندر جہاں بنیکی باد

بزرگو اور دوستو! علماء اور وعاظ حمد و نعت اور دعا و مناجات کے بعد کسی آیت یا حدیث کی تفسیر بیان کرتے رہے ہیں۔ یہ خاکسار ایک حدیث نقل کرے گا تاکہ ہمارا انفرادی اور اجتماعی صراط مستقیم متعین ہو سکے۔

گر ترا بخت یار خواہد بود — عشق را باتو کار خواہد بود

عمر بی عاشقی مدان بحساب — کآن برون از شمار خواہد بود

حدیث بروایت حضرت عمرؓ ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا تھا:۔

"جو شخص گناہوں کی ذلت سے نکل گیا اور عزت تقوی کی طرف آگیا، اللہ تعالیٰ اسے بے مال کی تونگری دے گا، اور بے عشیرہ وگروہ اسے عزت بخشے گا اور جو اللہ سے آسانیٔ رزق پر راضی ہوگیا، اللہ تعالیٰ اس کے مختصر اور معمولی عمل سے اس پر راضی رہے گا۔"

حدیث کے راوی حضرت عمر بن خطاب ہیں، رضی اللہ عنہ۔ آپ شہر شریعت کے محتسب اور مسند اہلِ طریقت کے عادل تھے۔ آپ کے دستِ عمل میں جب دُرّۂ عدل ہوتا تو شیطان لعین کو بھی جرأت نہ ہوتی کہ گلی کوچوں میں وسوسہ اندازی میں مشغول رہ سکتا۔ اسی طرح کوئی چور یا خراب کار ان کے دور میں پَر نہیں مار سکتا تھا۔ آپ عاشقِ عدل و صداقت تھے اور ناانصافی دروغ، منافقت اور شیطنت ان سے کوسوں دور بھاگتی تھی۔

زہرہ دارد حوادث طبعی — کہ بگردد بگرد لشکر ما

ما بہ پر می پریم سوی فلک — زانکہ عرشی است اصل وجوہر ما

جس حضرت عمرؓ کے یہ معمولی فضائل اوپر نقل ہوئے ہیں وہ خواجۂ کائناتؐ اور سید کونینؐ کی حدیثِ قدسی کے راوی ہیں۔ عزیزو! سید کونینؐ کے حضور چاند کمربستہ خدمت تھا کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (آیت ۱: سورت ۵۴) وہ پہلا پرندہ جس نے سحرگاہ محبت

کے وقت نغمۂ صدق الاپا، آپؐ ہی تھے، انھوں نے سب سے قبل مئے محبت نوش فرمائی اور قبائے استعداد کو زیب بخشا؎

گنجینۂ اسرارِ الٰہی ماییم — بحر درر نامتناہی ماییم
بنشستہ بتختِ پادشاہی ماییم — بگرفتہ ز ماہ تا بماہی ماییم

ابھی مسافرانِ وجود بازارِ شہود میں تھے، فرشتوں کا ولولہ اور افلاک کا نور ابھی کافور تھا زمین کے نیچے ابھی سمک کی جنبش تھی نہ افلاک کے اوپر سماک کی روشنی۔ ابھی نقاشانِ قضا و قدر نے افلاک کے لاجوردی پردوں کو منقش نہ کیا تھا، ابھی عناصر بھی بیابانِ ایجاد سے باہر نہ آئے تھے مگر عالمِ انسانیت بلکہ جملہ کائنات کے فخر، حضرت **محمدؐ** اس وقت بھی موجود تھے۔ ان کے وجود کے طفیل ہم انسان، کہتے ہیں کہ ہم فرشتوں سے اقدم ہیں آپؐ کی نوبتِ نبوّت اس وقت سے آغاز پذیر رہی ہے۔ آپؐ معراجِ انسانی ہیں؎

مقصود ز عالم آدم آمد
مقصود ز آدم آن دم آمد

یہی وجہ ہے کہ جب انسان وجود میں آیا تو موجوداتِ عالم متحیّر و مستفسر بن گئے کہ

؎ ای مسند تو ورای افلاک — قدر تو وخاک تودہ خاشاک
طغرای جلال تو لَعَمْرُكَ[2] — منشور ولایت تو لَوْلَاكَ[3]
ز حقّہ وصفت پردہ پیشت — دست تو و دامن تو زان پاک
نقش صفات رایت تو — لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ[4]

حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھے؟ شریعتِ پیغامبراں کا نقطۂ مرکزی تھے۔ آپؐ کے

---

[1] یہ لفظی ترجمہ ہے۔

[2] ۱۵ : ۷۲ لَعَمْرُكَ تیری عمر کی قسم!

[3] دیکھیے چوتھا شعر

[4] ترجمۂ حدیث ہے (اے محمدؐ!) اگر تو نہ ہوتا تو میں نے افلاک پیدا نہ کیے ہوتے۔

منشور و فرمان میں جملہ انبیاءؑ کی تعلیمات آگئی ہیں۔ آپؐ "انا الانبیاء" کہہ سکتے تھے۔ آپؐ میں صفوتِ آدمؑ، شرحِ صدرِ نوحؑ، دوستیٔ ابراہیمؑ، علمِ ادریسؑ، لحنِ شیثؑ، نیازمندیٔ اسماعیلؑ، انسِ موسیٰؑ اور دیگر انبیاءؑ کی انفرادی معروف صفات یکجا تھیں ؎

کشتی وجود مرد دانا عجب است

افتادہ بچاہ مرد دانا عجب است

کشتی کہ بدریا بود آن نیست عجب

در یک کشتی ہزار دریا عجب است

آپؐ اپنا مقصودِ بعثت یہ بتاتے تھے کہ مستانِ کفر کو ادب سکھاؤں اور شرک کے خرابا تیوں کو ہوش میں لاؤں۔ ایک دن سرورِ کائنات اور فخرِ بنی آدم تشریف فرما تھے صحابۂ کرامؓ گروہ در گروہ آپؐ کے گرد جمع تھے۔ اصدقِ صدیقان اور اعلمِ عالماں کچھ سوچ رہے تھے، عالمِ غیب کے کچھ اسرار ان پر منکشف ہو رہے تھے، آخر بوستانِ معرفت کی اس بے نہایا شیریں صدا بلبل نے نغمۂ حق سنانا شروع کر دیا اور دین و دنیا کی مرادات حل ہونے لگیں۔ آپؐ نے اس دن جو گنجینۂ اسرار معانی کھولا، اسے ہم لکھ آئے ہیں۔ فرمایا: جو شخص گناہوں کی ذلت سے نکل گیا اور عزتِ تقویٰ کی طرف آگیا، اللہ تعالیٰ اسے بغیر مال کے بھی توانگری دے گا۔ یہ غفلت و ریاکاری اور پرہیزگاری و خدا ترسی کا بیان ہے۔ تقویٰ کیمیا ہے اور اس سے نفس کا تانبا طلا بنایا جاسکتا ہے۔ جو کوئی گناہوں سے متنفر ہو اور نیکی کی حلاوت پالے، تقویٰ کی کیمیا سازی کا اُسے احساس ہوگا۔ طاعت و مجاہدہ کی طرف گامزن ہونے والے جلد ہی انوارِ لایزال کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں اور یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ اس کے بہرہ مند غیر معمولی توانگر اور ثروت مند ہیں، ان کی دولتِ ربوبیت لایزال ہے اور انھیں مال و منال کی اپنی احتیاج سے ماوراء کوئی ضرورت نہیں ؎

بس کہ شنیدی صفت روم و چین	خیز، بیا ملک سیاہی ببین
تا ہمہ دل بینی بی حرص و بخل	تا ہمہ جان بینی بی کبر و کین
پای بنہ در عرش بزیر قوم،	دست بنہ زملک بزیر نگین

گاہ ولی گوید نیست او چنان　　گاہ عدو گوید ہست او چنین

او زہمہ فارغ و آزاد و خوش　　چون گل و چون سوسن و چون یاسمین

تقویٰ و پرہیزگاری کا سرمایہ کیا کوئی معمولی مال ہے؟ جو لوگ کثرت مال کو توانگری کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں ؎

مرغی کہ خبر ندارد از آب زلال
منقار در آب شور دارد ہمہ سال

سرور کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دولت مند وہ ہے جس کے دل میں غنا ہو۔ کثرت مال توانگری نہیں ہے۔

دراہم و دینارات کیا ہیں؟ دھات کو کاٹ پیٹ کر، کچھ نقش و نگار بنا کر اور نام وغیرہ لکھ کر پیش کیے جانے والے سکے ہی تو ہیں۔ یہ متاع دل سے اہم تر کیسے ہو گئے؟ یہ درست ہے کہ بندگان شکم ان ہی کی ہیات کی خاطر گلی گلی، کوچے کوچے اور ملک بہ ملک مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جس طرح سکوں کو ٹکسال سے نکلنے کے بعد چین نہیں، اسی طرح ان کے طالبوں کو بھی ؎

مہ دوش ببالین تو آمد بہ سرای
گفتم کہ زغیرتش بگویم سر و پای
مہ کیست او با تو نشیند یکجای
شب گرد جہاں دیدہ انگشت نمای

لیکن توانگری بہرحال ان سے وابستہ نہیں۔ عاشقان باری ان سکوں کے طالب ہیں جو ناز کی ٹکسال اور نیاز کی کٹھالی میں کھرے ثابت ہوں ؎

ملک تعالیٰ در حق عالم غدار
ندا فَاعْتَبِرُوْا کرد یَا اُوْلِی الْاَبْصَار

زمانہ بر مثل لعبتی است مرد فریب
چو نیک درنگری، زنگی است مردم خوار

حکایت

کہتے ہیں کہ کسی لومڑی نے جنگل میں دیکھا کہ ایک درخت کے ساتھ ڈھول بندھا ہوا ہے، ہوا چلتی تو درخت کی شاخ کے خم ہونے پر ڈھول سے صدا آتی۔ کیونکہ شاخ درخت کی زد ڈھول پر پڑتی تھی اور لومڑی اس صدا پر مست ہوگئی۔ سوچتی تھی کہ اس میں ضرور کوئی قابلِ توجہ چیز ہوگی۔ ڈھول کے گرد خاردار ٹہنیاں رکھی ہوئی تھیں مگر لومڑی افتاں و خیزاں وہاں پہنچ ہی گئی اور دست و پنجہ کی محنت سے ڈھول کو چاک کر دیا۔ مگر ڈھول کے اندر سے اسے کیا مل سکتا تھا! بلکہ اس آواز سے بھی محروم ہوگئی۔ اسے خبر نہ تھی کہ ڈھول کی آواز ہی اچھی ہوتی ہے اور وہ بھی دور سے۔ درہم و دینار اور مال و منال کے عاشقوں کا بھی ایسا ہی انجام ہوتا ہے خصوصاً موت کے وقت وہ اسی لومڑی کی طرح پچھتاتے ہیں ؎

صیدت بشد و درید دام این بتر بست
می دُرد بشد و شکست جام، این بتر بست
دل سوختہ گشت و کار خام این بتر بست
دین ضائع و دنیا نہ تمام، این بتر بست

طالبانِ معرفتِ خدا کو لومڑی اور طبل کی صدا سے کیا واسطہ؟ وہ شکارِ باقی کے صیاد ہیں ؎

آن شب روان کہ در شب خلوت سفر کنند
دہ تاج خسروان بہ حقارت نظر کنند

عقل مندوں نے کہا ہے کہ جس کے کان میں حیّ و قیّوم کی صدا آرہی ہے، اُسے ڈھول باجے کی صدا سے کیا رغبت ہوئی ؎

شوری کہ در و ہزار جان قربان است
چہ جای دہل زنان بی سامان است
باہمت باز باش و باکبر پلنگ زیبا بگہ شکار و پیروز بجنگ

کم کن کم عندلیب وطاؤس درنگ کاینجا ہمہ آوازست وآنجا ہمہ رنگ[1]

صدق مقال والوں کا سرمایۂ دل کانِ حقیقت سے ہے۔ ان کا زر خالص اس کان سے ہے، اور ان کے درہم و دینار اور سکّے شہود کے اس دارالضرب سے ہیں۔ حسین بن منصور حلاجؒ نے سکۂ "انا الحق" پر سر قربان کردیا۔ بایزید بسطامیؒ اس سے قبل "سُبحانی ما اعظم شانی" کے سکّے پر فریفتہ رہے۔ مگر یہ سکۂ عشق نہ ہر کسی کو مل سکتا ہے نہ ہر کوئی اس کا طالب ہوسکتا ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے: "مجھے یمن کی طرف سے نفسِ رحمانی کی خوشبو آرہی ہے۔" دُوسرے کسی نے اس خوشبو کا ذکر کیا ہے؟

ارادوا لیخفوا قبرها عن محبّہ

وطیب تراب القبر دل علی القبر

عزیزو! راہِ حق بہت قریب ہے مگر راہ رو کاہل واقع ہوئے ہیں ؎

ابیات ہر زمان زین سبز گلشن رخت بیرون می برم

عالمی از عالم وحدت بکف می آورم

تخت و خاتم کی و کوس رَبِّ هَبْ لِیْ می زنم

طور دآتش نی و در اوج اَنَااللہ می پرم

ہر چہ حظ نفس می بینم بدریا می دہم

ہر چہ نقد عقل می یابم در آتش می برم

---

[1] یہ رباعی مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵ھ) کی ہے اور اقبالؔ نے بالِ جبریل میں اسے اُردو کا جامہ عطا کیا ہے ؎

ہے یاد مجھے نکتۂ مسعود خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لیے تنگ

چیتے کا جگر چاہیے، شاہیں کا تجسّس
جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش و فرہنگ

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ

من چو طوطی و جہان در پیش من چون آئینہ است
لاجرم معذورم و حسن خویشتن می ننگرم

ہرچہ از پس آئینہ تلقین می کنند
من ہمان معنی بصورت در زبان می آورم

از برون تا بہ خانۂ طبع یابی نزہستم
وز ورای چار چرخ بینی منظرم

ساختم آئینۂ دل، یافتم آب حیات
گرچہ باور نایدت ہم خضرؑ ہم اسکندرم

تفنیہ زبان اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ[۵۴] بودم تاکنون
دل بہ اِنِّیْ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ[۵۴] شد رہبرم

در قلادہ سگ نژادان گرچہ کمتر مہرہ ام
در طویلۂ شیر مردان قیمتی تر گوہرم

دوستو! راہ و رسم دین و طریقت سے بیگانہ ہو رہے ہو۔ تمھیں خیال نہیں رہا کہ یہ دُنیا اچھے کام کرنے کی جگہ ہے اور ایک دن اسے ترک کرنا پڑے گا۔ ابراہیم ادہم بلخی" کا حال تمھیں معلوم ہے، وہ جب راہِ حق کی تلاش میں نکلے تو سلطنتِ بلخ سے دست کش ہو گئے کیونکہ ظاہری مال و منال اور شان و شکوہ سے اب انھیں واسطہ نہ رہا تھا۔

از حال گدا نیست عجب گر شود او پست
تیغ غم او از سر صد شاہ سر افگند

روزی پسر ادہم اندر پی آہو،
مانند صبا مرکب شبدیز[۵۵] در افگند

---

۵۴ ۳۵ : [illegible] ۷۶ : ۶

۵۵ شبدیز ۔ ایران کے ساسانی عہد کے بادشاہ خسرو پرویز کا گھوڑا ۔

وادیش یکی شربت کز لذت بویش
مستیش بہ سر بر شد واز اسپ در افگند
گفتند ہمہ کس بہ سر کوی تحیر
مسکین پسر ادہم تاج و کمر افگند
از نام تو بود آنکہ سلیمانؑ بہ یکی مرغ
در مملکت بلقیس شکوہ و ظفر افگند
از یاد تو بود آنکہ محمدؐ باشارت
غوغای دو نیمہ شدن اندر قمر افگند

ابراہیم ادہمؒ بولے: دُنیا کو میں نے ایک زندان پایا مگر اس میں عدلِ ازل کے مظاہر بھی جالبِ نظر ہیں، میرے دل نے صدا دی کہ حیاتِ جاوداں اور وصالِ جاناں کے حصول کی خاطر سلطنتِ ظاہری ترک کرنا پڑے گی۔ مجھے اِلقا ہوا کہ توانگر بننے کے لیے عاشق بنو، اور نعمتِ جاوداں کے حصول کی خاطر بندگی اختیار کرو۔

میرے عزیزو! ہُدہُد بنو تاکہ حضرت سلیمانؑ تمہیں وہ خط دیں جو بلقیس کے نام لکھا گیا ہے۔ یا ہُوا بنو تاکہ حضرت یعقوبؑ تمہارے ذریعے حضرت یوسفؑ کی خوشبو حاصل کریں۔ رنگین تذرو نہ بنو، ہدہد بنو۔ ہدہد چند دن غائب رہا، اس نے دور دراز سفر کیا اور آخر حضرت سلیمانؑ کے لیے ملک بلقیس کی خبر لایا۔ حضرت سلیمانؑ کو عجیب سلطنت ملی ہوئی تھی، ان کا لشکر بے حد منظم تھا، خورشید جب مشرق سے طلوع ہوتا تو اپنی زرّین شمشیر ان کی قلمرو سے لیتا اور غروب ہوتے وقت حضرت سلیمانؑ کی قلمرو میں ہی جاتا اور زرد شمشیر کہیں چھپا دیتا۔ خورشید کا خلعتِ نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قلمروِ سلیمانؑ سے ہی وابستہ ہے اور یہیں سے وہ دوسروں کے کام آتا ہے۔ ان کی سلطنت میں بھیڑیا اور بھیڑ ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے۔ وہاں باز ممولے کو اور شاہین چکور کو کوئی اذیت نہ دے سکتا تھا۔ حضرت سلیمانؑ صحرا سے گزرنے والی چیونٹی کی صدا بھی سن لیتے تھے اور اس کے مُدعا سے آگاہ ہو جاتے تھے۔ ایک دن ایک بڑھیا نے ہُوا کے خلاف شکایت کی۔ حضرت سلیمانؑ ہُوا

پر بھی مسلط تھے کہ وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ - بڑھیا، تھیلی میں آٹا ڈال رہی تھی کہ تیز ہوا نے کچھ اُڑا دیا - ہواؤں کا چلانا، اگرچہ ذاتِ احد کا کام ہے کہ وَيُرْسِلُ الرِّيَاحَ - مگر بڑھیا حضرت سلیمانؑ کو جانتی تھی کہ ہوائیں ان کے آگے مسخر ہیں - اس لیے وہ یہ شکایت لے آئی تاکہ ہوائے تند آئندہ کسی بڈھی کے ساتھ اس قسم کی اٹھکیلیاں نہ کرے - حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: میں ہوا کو ادب سکھاؤں گا، مگر تم جاؤ اپنے آٹے کی کمی پوری کرلو اور ہوا کے اڑائے ہوئے آٹے کی مقدار میرے ہاں سے پوری کرلو - عدل یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ ہوا سے بدلہ لیتے اور انھوں نے یہ کام کر دکھایا - بڈھی عورت نے دیکھ لیا کہ اب ہوا زندانی سی اور نرم خیز ہے - حضرت سلیمانؑ نے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کا زادِ راہ بنایا وَلَا تَحْسَبَنَّ اللهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ - ان ظالموں کی انبیاءؑ سے کوئی نسبت نہیں ہے -

اشعار ؎

اذا خان الامیرُ و کاتباه — وفاض الارض داهن فی القضاءِ
فویلٌ ثمّ ویلٌ ثمّ ویلٌ — لقاضی الارض من قاضی السماءِ

فلیتك تحلو والحیوه مریرة
ولیتك ترضی والانام غضابُ
اذا صحّ منك الود فالمال هین
وکل الذی فوق التراب ترابُ

حکایت

گفت یک روز کوفی بہ ہشام
کی زما ہمچو شیر خون آشام
رومت پر ز بی نوائی تست
ہر کجا مسجدی گدائی تست

خونِ ما شد ز تو سیاہ چو شب
نانِ تو گر سفید شد، چہ عجب
پیش ہشام کوئی از زجری
این ہمین گفت و ہای ہای گری
گرم شد زان حدیث سرد ہشام
لیک از حلم نوشش کرد آن جام
گفت، خواہند کہتران انصاف
لیک از راہِ جہل و استخفاف
آن شنیدم من از تو این دیدم
اینت بخشودم، آنت بخشیدم
کانکہ او دانش و خطر دارد
مالش شاہ تاج سر دارد
ستم از مصلحت نداند عام
انتقام از ادب نداند خام
آفتابی کہ در جہان گردد
بہر خفاش کی نہان گردد
آفتاب اصل چہرخ و گنج آمد
گرچہ خفاش ازو بہ رنج آمد

ظالم آج ٹس سے مس نہیں ہو رہے اور احساس جواب دہی سے غافل ہیں۔ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "قیامت کے دن ہر کسی کو تین سوالوں کا جواب ضرور دینا پڑے گا، ورنہ وہ اپنے مقام معین سے ہل نہیں سکے گا:- اول یہ کہ، اُس نے عمرِ عزیز کن کاموں میں گزاری؟ دوم یہ کہ، اُس کی جوانی کیسے بسر ہوئی؟ اور تیسرے یہ کہ، اُس نے دولت کہاں سے حاصل کی اور اُسے کن کاموں میں خرچ کیا؟"۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ[1] کی صدا نہ معلوم کب سنائی دے اور ہر کسی کی مہلتِ حیات نہ معلوم کب ختم ہو جائے، اس لیے اس دن کی تیاری علی الفور کر لینا چاہیے۔ جس دن بحث و مباحثہ کی اجازت نہ ہوگی کہ ھٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ[2]

ای حریفانِ آتشِ شہوات — وی غریقان ورطہ خطوات
چند ازین حرص و چند ازین شہوت — چند ازین فسق و چند ازین زلّات
چند ازین ہزل و چند ازین ہذیان — چند ازین فعل و چند ازین طامات
چند ازین مکر و چند ازین تلبیس — چند ازین رسم و چند ازین عادات
الحذر زین سرای مرد فریب — الہرب زین رباط پرُ آفات
در بہار حیات بفرستید — نفس را خوش سوی زمیم و رفات
کوس دولت ہمی زنید امروز — برکشید از نیاز دل رایات
کیسہ ہای امید بر دوزید — کین دم لطف و رحمت است و صلات
ای خدایی کہ لطف تو سازد — سال و مہ را وظیفۂ اوقات
زرگر صنع تو مرصّع کرد — گوی زرین حلیۂ میقات
شب معذرت زما پذیر — ای کریم از قلادہ طاعات

عزیزو! طلبِ حق میں ہوا کی طرح تگاپو کرتے رہو اور اپنے رُوحانی علاج کی خاطر زہر ایسی تلخ دوا کو شیریں جانو، جسم کو سلامت رکھو مگر روح کو بھی سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔ رُوح کی بالیدگی تقویٰ سے ہے، مگر جس طرح ساحلِ سمندر پر رہنے والے کو ہر وقت امواجِ بحر نظر آتی ہیں، اسی طرح تقویٰ اور نیک راہ کے سالک کو رنج و تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے

تا در نزنی بہر چہ داری آتش
ہرگز نشود حقیقت وقت تو خوش

---

[1] سورۂ طارق کی آیت [2] ۲۵ : ۷۷

عزیزو! قرآن مجید سے استمداد کرو۔ نیت نیک رکھو اور اعمال کا آغاز بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کرو ؎

بسم الالٰہ مسبب الاسباب لعباده و مفتح الابواب
ورضیت بالرحمٰن ربی عاطفا فهو الذی یعطی بغیر حساب
ورجوت مغفرة الرحیم المرتجی عند الذنوب غافر التواب

ای عمر بباد داده مستی تا چند ازین ہوا پرستی
در ہای جفا ہمہ گشادی در ہای وفا ہمہ ببستی
عہدی کہ خدای با تو بستہ است آن عہد خدای را شکستی
پیوستہ چرا کنی شکایت از رنج عنا و تنگ دستی

حسرت چہ خوری ندارت سود
گر نیست برنج ہستی

بِسْمِ اللّٰہِ میں اس پادشاہِ مطلق کا نام ہے جس کی رضا سے ہی انسانوں کی نجات ہے۔ ہر کسی کی حقیقی عزت اس کے فیض فضل سے وابستہ ہے۔ لوگوں کی ذلت بھی اس کے کمالِ عدل کی مظہر ہے۔ اہلِ جہاں کی بقا اس کی مشیت سے ہے اور ان کی فنا میں اسی کا ارادہ مضمر ہوتا ہے۔ معزز وہ ہے جو اس کے خلعتِ کرم سے بہرہ مند ہو اور ذلیل و خوار وہ ہے جس پر اس کا قہر و غضب ہو۔ غیر مسلموں (زرتشتیوں) کے کمر پر بندھے ہوئے زنار بھی وھو العزیز القدیر کی صدا دیتے ہیں اور عرفا کے کندھوں کے طیلسان سے وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ کی آواز آتی ہے کہ ہر کہیں اس کی عمل داری ہے، خواہ کوئی اُسے تسلیم کرے یا نہ کرے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وہ مبارک جملہ ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کے عہد میں ملکہ بلقیس کو فریبِ شیطان سے نجات دی۔ حضرت سلیمانؑ نے جب سنا کہ بلقیس نام کی ایک عورت

کی ملکہ سبا پر حکومت ہے اور وہ راہِ حق سے دور اور باطل کی پیرو ہے تو انھوں نے اسے ایک رقعہ لکھا کہ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ[۵۱]۔ یہ رقعہ آپ نے ہُدہُد پرندے کے ہاتھ روانہ کیا تاکہ بلقیس اور اس کے گم گشتہ راہ اعیانِ سلطنت، سلیمانی[۵۲] شکوہ اور رحمانی پیغام سے آگاہ ہوں۔ ہُدہُد نے بلقیس کے محل کا وہ خلوت خانہ دیکھا جس میں ملکہ بیٹھا کرتی تھی۔ اس کے روشن دان میں آ بیٹھا مگر ملکہ محوِ خواب تھی، ہدہد خواب گاہ میں گیا اور بلقیس کو جگانے کی خاطر اسے ٹھونگیں ماریں اور رقعہ اس کے پہلو میں رکھ دیا۔ بلقیس اٹھی مگر ہُدہُد کی منقار زنی کی ہیبت اس پر طاری تھی کہ اس کے خلوت کدے میں کس کا گزر ہوا ہے۔ اُسے غصہ تھا اور حیرت بھی۔ آنکھیں خمار آلود تھیں اور طبیعت مضمحل اور خواب آلود۔ حیران تھی کہ لوہے کی کھڑکیوں اور دروازوں میں سے کون اندر آیا اور اسے اس بے دردی سے جگایا ہے۔ مگر اس کی نظر اس مختصر خط پر پڑی۔ بسم اللہ نے اپنا کام کیا اور اس کے دل میں گرمیٔ ایمان کو جاگزیں کردیا۔ وہ ایمان کے صیاد کی شکار ہوگئی، مگر تعجب سے دیکھتی تھی کہ اس خط کو کون لایا ہے؟ ادھر ادھر کافی دیر تک دیکھتی رہی اور آخر اس کمزور اور نحیف پرندے (ہُدہُد) کو دیکھا جو روشن دان کے سامنے والے طاق دیوار میں بیٹھا ہوا تھا۔ سمجھ گئی کہ یہ پیغام اس نے دیا ہے۔ مگر متعجب تھا کہ یہ کمزور پرندہ اور یہ عظیم پیغام۔ بعد کا واقعہ معروف ہے۔

مگر عزیزو! اس قصّے میں[۵۲] سلیمانؑ سے مراد حضرت حق تعالیٰ سے ہے، بلقیس، نفسِ امّارہ اور ہُدہُد عقل۔ بلقیس کے خلوت کدۂ دل میں نفسِ لوامہ کی منقار زنی ایک

---

۵۱ ۳۰ : ۲۷

۵۲ حضرت سلیمانؑ کی قوت و شکوہ اور ان کے معجزات (جیسے منطق الطیر : پرندوں کی بولی ۱۶:۲۷) کے بارے میں اس قسم کی تاویلات صوفیاء کے ادب میں فراوانی سے ملتی ہیں۔ مثلاً شیخ بوعلی سینا (م ۴۲۸ھ) کا رسالۃ الطیر، حکیم سنائی غزنوی (م ۵۴۵ھ) کی مثنوی "سیر العباد الی المعاد" اور عطار نیشاپوری (م ۶۱۸ھ) کی مثنوی "منطق الطیر" وغیرہم

معمول ہے کہ وہ بیدار ہو جائے اور ہدہد حضرت سلیمانؑ کا عاقلانہ مکتوب اسے پیش کرے، مگر اس مکتوب کو "بسم اللہ" کی تائید ضروری ہے ؎

طلب لے عاشقانِ خوش رفتار
طرب اے نیکوانِ شیرین کار
تاکہ از خانہ ہین رہ صحرا
ناکی از کعبہ ہین در خمار
درجہان شاہدی و مافارغ
در قدح جرعہ و ما ہشیار
زین سپس دست ما و دامن دوست
زین سپس گوشہا و حلقۂ یار
خیز ناز آب روی بنشانیم
گرد این خاک توده غدار
ترک تازی کنیم زیر شکنیم
نفس زنگی مزاج راہگذار

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اُن کی آلؓ اور اصحابؓ کی برکات کے طفیل اپنی پسندیدہ راہ پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ؞